عزت سب کی سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍ اپریل ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

انسانی فطرت شرف اور عزت کا مطالبہ کرتی ہے۔ ہر انسان یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے عزت کا مقام ملے۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ دوسرے اس کی عزت کریں، احترام سے اس سے پیش آئیں، حقارت سے اسے نہ دیکھیں۔

انسانیت اس نقطۂ نگاہ سے دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو عزت کی تلاش اپنے رب کریم کی نگاہ میں کرتا ہے۔ ایک حصہ وہ ہے جو عزت کے لئے انسانوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ دولت کو عزت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ وہ دولتمند کے گرد گھومنے لگ جاتے ہیں کہ شاید ان کی صحبت ہمیں معزز بنا دے گی۔ بعض لوگ ورثہ میں ملی ہوئی خاندانی وجاہت کو عزت کا سبب جانتے ہیں اور ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں عزت کی تلاش میں۔ بعض لوگ اثر و رسوخ کو عزت کا منبع سمجھتے ہیں اور جو لوگ دنیوی لحاظ سے اثر اور رسوخ رکھنے والے ہیں ان کی صحبت میں بیٹھتے ہیں، ان کے گرد گھومتے ہیں تا کہ وہ بھی ان کی وجہ سے معزز بن جائیں۔ بعض لوگ علم کو عزت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم دنیوی لحاظ سے جو گزرے، ان کے شاگرد ہونے میں فخر سمجھتے ہیں اگر ان کی زندگی میں شاگردی کا موقع انہیں ملا یا ان کی کتابوں کی رٹ لگائے پھرتے ہیں یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اتنے معزز سکالرز جو دنیا

میں پیدا ہوئے ہمارا ذہنی تعلق علمی لحاظ سے ان کے ساتھ قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے سب جھوٹ! اللہ کے سوا کسی اور سے عزت نہیں مل سکتی۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (النساء:۱۴۰) عزت ساری کی ساری، ہر قسم کی، ہر رنگ کی، ہر جہت سے اللہ تعالیٰ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر اس کی نگاہ میں معزز بن گئے، انہیں چھوڑ کے اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور اس کی عظمتوں کو پہچانتے نہیں اور اس کے دین سے دور رہتے ہیں اور اس کے احکام کو بوجھ سمجھتے ہیں، ان کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کیا وہ ان کے پاس عزت کے خواہاں ہیں؟ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ کیا یہ حرکتیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا سے دوری کی راہوں کو اختیار کرنے والے ہیں ان کی صحبت میں رہ کے یہ دنیا میں عزت پالیں گے؟ نہیں! فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا اگر ایسا ہے تو وہ یاد رکھیں کہ عزت سب کی سب اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ عزت کے سب سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے۔ عزت کے حصول کی ساری راہیں اس نے کھولیں۔ ان کی طرف اسی نے راہنمائی کی۔ حقیقی عزت کی بخشش اسی دربار سے ہوتی ہے۔ یہ جو دنیا کی عزتیں ہیں ہمارا مشاہدہ یہ ہے، انسانی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ آج جس کو سر پر اٹھایا کل اسے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ دولت کو عزت کا سرچشمہ سمجھا خدا تعالیٰ نے دولت چھین لی وہ انسان جب کنگال ہو گیا اسی کی بے عزتی کرنی شروع کر دی۔ جہاں سے عزت پا رہے تھے اسی کو حقیر سمجھنا شروع کر دیا۔ اثر و رسوخ بھی آتا ہے، جاتا ہے۔ جب آیا تو گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ جب گیا تو بوٹ کے ٹھڈے مارنے شروع کر دیئے۔

حقیقی عزت کہ جب تک انسان اپنی عاجزی اور فروتنی اور اللہ تعالیٰ کی خشیت کے مقام کو نہ چھوڑے، خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور خدا تعالیٰ کی کائنات میں اس کے لئے عزت ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ فطرت کا یہ تقاضا صرف میرے دربار سے پورا ہوتا ہے۔ یہ جو ہم نے فطرت میں رکھا، اللہ ہی نے رکھا یہ کہ انسان عزت کا خواہاں ہو۔ قرآن کریم اسی لئے آیا اور قرآن کریم نے دعویٰ بھی یہ کیا کہ میں اس لئے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سورۃ المومنون

میں۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ (المؤمنون:۷۲) اور اگر حق ان کی خواہشات کی اتباع کرتا تو سب آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر بستے ہیں تباہ ہو جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم انسان کے پاس، ان کے پاس، ان کی عزت کا سامان لے کر آئے ہیں اور وہ اپنی عزت کے سامان سے اعراض کر رہے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ عزت کے سامانوں کو ٹھکرا کر کہیں اور سے وہ عزت کو حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم سارے کا سارا انسان کے لئے عزت اور شرف کا سامان لے کر آیا۔ عزت اور شرف کے متعلق اس نے تاکیدی حکم دیا۔ بڑے حسین پیرایہ میں اس نے انسان کو بتایا کہ انسان کی عزت کر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے متعلق فرمایا کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کائنات پیدا نہ کی جاتی، ان کے منہ سے یہ اعلان کیا یعنی الفاظ یہ آئے۔ قُلْ اعلان کر دے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف:۱۱۱) انسان ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ یہ نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتویں آسمان سے بھی اوپر جو رفعت حاصل تھی وہاں سے نیچے لاکر زمینی انسان کے پاس کھڑا کر کے یہ اعلان کیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ مجھ میں اور تم میں بشیر ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں بلکہ عزت کے لحاظ سے ہر چھوٹے سے چھوٹے انسان کو اٹھا کے اس مقام پہ پہنچایا جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور پھر یہ اعلان کیا کہ مجھ میں اور تم میں عزتِ انسانی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے اور قرآن کریم کا یہ اعلان دراصل یہ اعلان ہے کہ عزت خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کے نتیجہ میں انسان کو ملتی ہے۔ انسان انسان میں فرق ہے لیکن ایک ایسی چیز ہے جس میں کسی انسان میں فرق نہیں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قابلیت اور صلاحیت اور استعداد کے لحاظ سے ہر انسان سے بالا کر دیا لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو یہ صفت ہے کہ آپ کی ساری قابلیتیں اور استعدادیں اپنے کمال نشوونما کو پہنچیں اس کمال نشوونما تک پہنچنے میں ہر انسان آپ کے برابر ہے یعنی جس کو جتنی طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ نے عطا کی اگر وہ اللہ تعالیٰ

کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے اپنی جسمانی اور ذہنی اور اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو کمالِ نشوونما تک پہنچا دے۔ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پہ پہنچ گیا نا! کہ آپ نے اپنی قوتوں کو کمال نشوونما تک پہنچایا اور اس شخص نے اپنی قوتوں کو کمال نشوونما تک پہنچایا۔ اس کے باوجود اس حقیقت کو جانتے ہوئے کہ قوت اور استعداد میں فرق ہے لیکن اس چیز میں تو فرق نہیں رہا نا کہ ہر دو نے جو بھی خدا نے طاقت اور استعداد دی تھی اس کو نشوونما کے لحاظ سے کمال تک پہنچا دیا۔ جتنا پہنچا دیا اس سے آگے جا ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے اسے طاقت ہی نہیں دی۔ اس نے ایثار اور قربانی کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے، اس نے خدا تعالیٰ کی محبت کو پانے کے لئے اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (اٰلِ عمران: ۳۲) اگر خدا تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو اتباعِ نبوی ضروری ہے صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی کامل اتباع کی دوسری جگہ اس کی تفصیل اور تفسیر یوں فرمائی قرآن کریم میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا۔ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ (یونس: ۱۶) جو وحی میرے پر نازل ہو رہی ہے میں صرف اس کی اتباع کرتا ہوں اور انسان کو کہا اگر تو اس چیز میں میری اتباع کرے گا کہ جو وحی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہی ہے صرف اس کی اتباع کر، تو جو اللہ تعالیٰ نے تجھے طاقتیں اور صلاحیتیں دی ہیں وہ کمال تک پہنچ جائیں گی اور ہر شخص جب اپنی ساری صلاحیتوں کو کمال نشوونما تک پہنچا دے گا تو ہر شخص اس بات میں برابر ہو جائے گا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے بھی اپنی صلاحیتوں کو کمال نشوونما تک پہنچایا اور ہر بڑے چھوٹے انسان نے جتنی جتنی طاقت اس کو تھی اپنی طاقتوں کو کمال نشوونما تک پہنچایا بشر ہونے کے لحاظ سے، بشری طاقتوں کی نشوونما کے لحاظ سے مجھ اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ ہر وہ شخص جو ایسا کرتا ہے وہ اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق خدا تعالیٰ کے پیار کے کمال کو حاصل کر لیتا ہے۔

جتنی جھولی خدا نے اسے دی وہ بھر جاتی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقتوں کی وسعت کا ہماری عقل نہیں اندازہ کرتی، کرتی نہیں۔ بڑا ہی میں نے سوچا، اسی نتیجے پہ پہنچا ہوں، علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ رہا ہوں آپ کو کہ انسانی عقل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو

عظیم صلاحیتیں دیں ان کی وسعتوں کا تخیل بھی نہیں کر سکتی، اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتی، یہ اپنی جگہ ٹھیک لیکن اس چیز میں برابری ہوگئی کہ جس کو جو ملا اس کو کمال تک پہنچایا۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ شرفِ انسانی جو ہے اس کو بڑے حسین رنگ میں قائم کر دیا۔

ہر انسان شریف ہے فطرتاً اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کے لحاظ سے۔ اس کا فرض ہے کہ ان کی نشوونما کرے اور ہر دوسرے انسان کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس بندے کا احترام کرے جو اس گروہ میں شامل ہے جس کے متعلق کہا گیا تھا۔

مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذّٰریٰت:۵۷) میں نے اپنی جو صفات ہیں ان کا رنگ تمہاری طبیعت پر چڑھانے کے لئے تمہیں پیدا کیا۔ جس وجود کو اس لئے پیدا کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ اس پہ چڑھے وہ معزز ہے، وہ قابلِ احترام ہے۔ اگر وہ غلطی کرتا ہے انسان کا کام نہیں ہے یہ فیصلہ کرنا کہ اس نے کیا غلطی کی، کتنی کی اور کیا سزا اس کو ملنی چاہیئے؟ انسان کو حکم ہے ہر دوسرے انسان کی عزت کر۔ انسان کو بشارت ہے کہ تیری فطرت میں جو یہ رکھا تھا کہ تیری عزت اور احترام کو قائم کیا جائے اس کے لئے ہم نے سامان پیدا کر دیئے۔ قرآن کریم نازل ہوگیا۔ قرآن کریم کے احکام پہ عمل کرو گے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے لگ جاؤ گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلو گے اس مقام پر پہنچ جاؤ گے کہ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ (یونس:۱۶) جب اس مقام تک پہنچ جاؤ گے یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ اللہ تم سے پیار کرنے لگ جائے گا۔

اس وقت دنیا میں فساد کی بڑی وجہ یہ بنی ہوئی ہے کہ انسان انسان سے پیار کرنا بھول گیا ہے اور جماعتِ احمدیہ کے قیام کی ایک ہی غرض ہے کہ انسان کو یہ سبق یاد دلا کر کہ انسان انسان سے پیار کرنے، اس کا احترام کرنے، اس کے شرف کو قائم رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، دنیا سے فساد مٹا کر نوعِ انسانی کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سائے تلے جمع کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ان حقائق کے سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور انسان پر خدا تعالیٰ رحم کرے اور ایسے سامان پیدا کرے کہ جس گند میں آج انسانیت دھنسی ہوئی ہے اس میں سے وہ نکل آئیں

اورحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اپنے رب کا عرفان رکھنے لگیں، اس کی عظمت کو پہچانیں، اس کی خشیت اپنے دل میں پیدا کریں اوراس سے برکتیں حاصل کریں اورساری دنیا میں شرفِ انسانی ہواورخدا تعالیٰ کی نگاہ میں انسان اس مقصود کو حقیقتاً پا لینے والا ہو جس مقصود کے حصول کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا وہ حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے اورہمیں خدا توفیق دے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو نباہنے والے ہوں اور دنیا کی لالچوں اوردنیا کے آرام اوردنیا کی عزتوں کی خاطر خدا تعالیٰ کو بھول نہ جائیں، ہمیشہ اسے یادرکھیں، اس کے دروازے کو ہمیشہ کھٹکھٹائیں اوراسی سے ہمیشہ پانے والے ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۴)